14

# پہلے اونٹ کا گُھٹنا باندھو پھر خدا پر توکّل کرو

(فرمودہ 16 اپریل 1948ء رتن باغ لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"پہلے تو مَیں نظارت تعلیم و تربیت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہ سائبان جو آج لگائے گئے ہیں نماز کے لیے کافی نہیں۔ انہوں نے نمازیں متواتر ہوتی دیکھی تھیں اور ان کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ جمعہ کی نماز میں اِس سے زیادہ لوگ آتے ہیں جتنے لوگوں کے لیے یہ سائبان تیار ہوئے ہیں۔ اِس لیے انہیں فوراً کچھ اَور سائبان تیار کرانے چاہییں جس سے لوگوں کو جمعہ کی نماز کے وقت تکلیف نہ ہو۔ اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں جلد کسی مرکز کے بنانے کی توفیق عطا فرمائی تو وہاں بھی مسجد فوراً تو نہیں بن جائے گی اور نہ وہ مسجد اِتنی کافی ہوگی کہ ہمیں سائبان نہ لگانے پڑیں۔ وہاں بھی موجودہ سائبانوں سے زیادہ سائبانوں کی ضرورت ہوگی۔ ہاں ایک صورت ضرور ملحوظ رکھنی چاہیے اور وہ یہ کہ سائبان چھوٹے چھوٹے ہوں جن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھیلایا جا سکے تا کہ کناروں پر جو چھوٹی چھوٹی جگہیں رہ جاتی ہیں۔ اُن میں بھی سائبان آسانی سے لگ سکیں گے۔

اِس کے بعد مَیں جماعت کو پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ دن نازک سے نازک تر ہو رہے ہیں لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ ابھی آپ میں سے بہت سے لوگ آئندہ آنے والے خطرات سے

پوری طرح واقف نہیں ہوئے اور شاید وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ واقف نہ ہوں۔ وہ میری باتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں اور اُس کبوتر کی طرح جو بلّی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے سمجھ رہے ہیں کہ محض آنکھیں بند کر لینے سے وہ خطرہ سے محفوظ ہو جائیں گے لیکن یہ درست نہیں۔ خطرے آنکھیں بند کر لینے سے دور نہیں ہوا کرتے۔ خطرے مقابلہ کرنے سے دور ہوتے ہیں۔ بے شک مقابلہ کی مختلف اقسام ہیں۔ کچھ لوگ خالص دنیوی سامانوں کو مقابلہ کی تیاری کہتے ہیں اور کچھ لوگ خالی بیٹھ رہنے اور خدا تعالیٰ پر ایک جھوٹا توکّل کر لینے کو خطرہ سے محفوظ رہنے کا سامان قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں گروہ غلطی پر ہوتے ہیں۔ نہ تو خطرات کے لیے صرف جسمانی کوششیں خصوصاً ان قوموں کی جو کمزور ہوں کافی ہوتی ہیں اور نہ خطرات سے جھوٹے توکّل انسان کو بچایا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دو قانون جاری کیے ہیں۔ ایک مادی اور ایک روحانی۔ مادی قانون کے ماتحت وہ ساری تیاری جو خدا نے کسی چیز کے لیے مقرر کی ہوئی ہے اُس کا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ وہ تمام قسم کے سامان جن سے اُن خطرات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اُن کو مہیا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ وہ تمام قسم کی جتھا بازی جس جتھا بازی کا سامان کرنا اُن خطرات کے دور کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے اُس جتھا بازی کا مہیا کرنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی پھر خدا تعالیٰ پر توکّل کرنا۔ جس کے معنی زیادہ سے زیادہ کام کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ وہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل محنت اور قربانی کے بعد ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں ایک دفعہ ایک وفد آیا۔ اُس وفد کے افراد میں سے ایک شخص جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو اس وفد کے آنے کی اطلاع مل گئی تھی اور آپ سمجھتے تھے کہ اس کے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد اِتنی جلدی کوئی شخص آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنی سواری کا کیا انتظام کیا ہے؟ اُس نے کہا یارسول اللہ! مَیں نے اپنے اونٹ کو خدا تعالیٰ کے توکّل پر چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اپنے اونٹ کا گُھٹنا باندھو اور اونٹ کا گُھٹنا باندھنے کے بعد خدا پر توکّل کرو۔[1]

پس وہ لوگ بے وقوف ہوتے ہیں جو دُنیوی سامانوں کے جمع کرنے کے بغیر خدا پر توکّل کرتے ہیں۔ ہم ثنویت کے قائل نہیں جیسے بگڑا ہوا زرتشتی مذہب ثنویت کا قائل ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ خدا دو ہیں۔ ایک نے نیکی پیدا کی ہے اور دوسرے نے بدی پیدا کی ہے، ایک خدا نے نور پیدا کیا

ہے اور دوسرے خدا نے ظلمت پیدا کی ہے، ایک خدا نے آرام دہ چیزیں پیدا کی ہیں اور دوسرے خدا نے تکلیف دہ چیزیں پیدا کی ہیں۔ ہمارا اُن کی طرح یہ عقیدہ نہیں کہ خدا دو ہیں۔ ایک نے روحانیت پیدا کی ہے اور دوسرے نے مادیت پیدا کی ہے۔ اگر دو خدا ہوتے اور ہم روحانی خدا کے ساتھ ہوتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ ہم اپنے خدا کے پیدا کیے ہوئے سامانوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ہم دوسرے خدا کے پیدا کیے ہوئے سامانوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔ لیکن اسلام کے رو سے روح کا پیدا کرنے والا بھی وہی خدا ہے اور مادہ کا پیدا کرنے والا بھی وہی خدا ہے۔ پس جس طرح روحانی سامانوں سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے اِسی طرح جسمانی اور مادی سامانوں سے فائدہ اٹھانا بھی ضروری ہے۔ جس طرح وہ اس بات پر ہم سے ناخوش ہوتا ہے کہ ہم نے کیوں روحانی سامانوں سے فائدہ نہیں اُٹھایا، کیوں عبادتِ الٰہی سے غفلت برتی؟ کیوں دعاؤں میں کوتاہی کی؟ کیوں اُس پر یقین اور توکّل نہ کیا؟ اِسی طرح وہ اِس بات پر بھی خفا ہوتا ہے کہ کیوں ہم نے اُن مادی سامانوں کو استعمال نہیں کیا جو اس نے ہمارے لیے دنیا میں پیدا کیے تھے۔ وہ قرآن کریم میں بڑے زور سے فرماتا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ [2] کیا تم خدائی تعلیم کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو؟ حالانکہ یہ بھی خدا کا پیدا کیا ہوا ہے اور وہ بھی خدا کا پیدا کیا ہوا ہے۔ پس روحانی سامانوں کا جمع کرنا اور مادی سامانوں کا جمع کرنا دونوں ایک وقت میں ضروری ہوتے ہیں خصوصاً اس قوم کے لیے جس کے پاس مادی سامان کم ہوتے ہیں یا اس کے افراد کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اُس کے لیے جہاں روحانی سامان نہایت ضروری ہوتے ہیں وہاں مادی سامانوں کا جمع کرنا بھی نہایت اہم ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی تھوڑے تھے مگر آپ نے کام کرنا چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ اِس لیے کہ آدمی کم تھے آپ نے اُن سے زیادہ سے زیادہ کام لینا شروع کیا ہوا تھا۔ مکہ والوں کے دل میں جو مسلمانوں کی دشمنی تھی وہ انتہا تک پہنچی ہوئی تھی۔ مگر ہمیں نظر آتا ہے کہ مکہ والے تو حملہ کر کے سو جاتے تھے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے نہیں دیتے تھے۔ بلکہ حملہ کے بعد حملہ کرواتے تھے اور وفد کے بعد وفد باہر نگرانی اور حفاظت کے لیے بھجواتے تھے۔ اور متواتر صحابہؓ کو فنونِ جنگ سیکھنے پر آمادہ کرتے اور پھر اِس بات کی نگرانی فرماتے کہ وہ فنونِ جنگ سیکھنے میں حصہ لیتے ہیں یا نہیں۔ ہماری جماعت کو بھی اِن امور کی اہمیت سمجھنی چاہیے۔ مت سمجھو کہ خطرہ گزر گیا ہے۔

خطرہ اُس سے بھی زیادہ شدید پیش آنے والا ہے جتنا کہ پیچھے آیا۔ اگر اس کے آنے سے پہلے ہم لوگ تیاری کر لیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ دو موتیں ہماری جماعت پر وارد نہیں کرے گا۔ لیکن اگر ہم غفلت کریں گے تو اللہ تعالیٰ غنی ہے وہ اُن لوگوں سے جو اُس کے بنائے ہوئے قانونوں سے فائدہ نہیں اُٹھاتے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور اُن کی مدد سے دستکش ہو جاتا ہے۔ پس وقت کو سمجھو۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ نمازوں اور عبادتوں میں چُست ہو جاؤ۔ جہاں تک ہو سکے تہجد پڑھنے کی کوشش کرو۔ اپنے بچوں اور بیویوں کو بھی تہجد کا پابند بناؤ۔ ہر قسم کی مالی اور جسمانی قربانی کرنے اور وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے پوری کوشش کرو۔ عادتوں کا چھوڑنا آسان کام نہیں۔ تمہیں سُستی اور غفلت کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ عادتیں موت کے بعد چھوٹا کرتی ہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر موت وارد نہیں کرتا اور ایک نیا وجود نہیں بن جاتا اُس وقت تک اُس کی عادتیں دور نہیں ہوتیں۔ پس اپنے پہلے وجود کو مارو اور ایک نیا وجود پیدا کرو تا کہ تمہاری سُستی اور غفلت کی عادتیں جاتی رہیں۔ خطرہ کا دن آنے والا ہے۔ اُس سے پہلے پہلے تیار ہو جاؤ تا تمہاری قربانی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی غیرت بھی بھڑکے اور وہ کہے کہ میرے بندوں سے جو کچھ ممکن تھا وہ اُنہوں نے کر لیا اب جو کسر باقی ہے وہ مجھے پوری کرنی چاہیے"۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے فرمایا:

"مجھے آج ہی ایک رُقعہ ملا ہے جس میں پونچھ کے احمدی شہداء کے متعلق اطلاع دی گئی ہے۔ سفر پر جانے سے پہلے جموں سے ایک دوست آئے تھے۔ اُنہوں نے بھی بتایا تھا کہ وہاں ہمارے کون کونسے دوست شہید ہوئے ہیں اور آج اس علاقہ کے مبلغ کی طرف سے بھی تفصیلاً رپورٹ آ گئی ہے۔ بابو عبدالکریم صاحب جو پونچھ کے سیکرٹری جماعت تھے اور نہایت جوشیلے احمدی تھے شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے مصر کے جامعہ ازہر کے پروفیسر سے وفاتِ مسیح کے متعلق فتویٰ لیا اور پھر اخبارات میں شائع کرایا۔ اب اُن کے حالات کی تفصیل آئی ہے۔ وہ وہاں اطمینان سے بیٹھے رہے اور اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم یہ جگہ نہیں چھوڑیں گے۔ کچھ دن کسی محلّہ میں رہنے کے بعد وہ مسجد احمدیہ میں آئے۔ وہاں سکھ اور ہندو قابض ہو چکے تھے۔ انہوں نے پہلے اُن کو باندھ دیا۔ پھر اُن کی بڑی بیوی کو مارا، پھر اُن کی لڑکیوں کو مارا، پھر اُن کی جوان بیوی سے بدکاری کرنے کی کوشش کی۔ اِس پر

عبدالکریم صاحب نے رسیاں توڑنے کی کوشش کی اور شور مچایا تو اُن کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اس کے بعد اُن کی ایک بیوی اور ایک لڑکی کا پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئیں۔ مسجد احمدیہ بنانے کے لیے جموں سے کئی مستری گئے ہوئے تھے اور اُن کے پانچ سات خاندان وہاں رہتے تھے وہ بھی سارے کے سارے شہید کر دیئے گئے ہیں۔ (مَیں ان حالات کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ ان کو پڑھو، غور کرو، غور کرو، غور کرو اور پھر اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو)۔ مَیں جمعہ کی نماز کے بعد اِن سب کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ اِسی طرح مَیں اِس نماز جنازہ میں اُن تمام احمدی شہداء کو شامل کروں گا جو مشرقی پنجاب یا ریاست جموں میں مارے گئے ہیں خواہ ہم نے پہلے اُن کا جنازہ پڑھا ہے یا نہیں تا کہ ایک دفعہ پھر سب کے لیے دعا ہو جائے"۔ (الفضل 21 جولائی 1948ء)

---

1: ترمذی ابواب صفة الجنة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم باب حدیث اعقلها و توکّل (مفہوماً)

2: البقرة:86